موزنبیق

کے مسلمانوں کا

ماضی و حال

جناب اختر راھی۔ ایم اے
واہ کینٹ

محلِ وقوع و آبادی: موزنبیق مشرقی افریقہ میں تنزانیہ کے جنوب، لاوی اور روڈیشیا کے مشرق میں واقع ہے۔ ملک کا کل رقبہ ۳۰۲۳۲۷ مربع میل اور آبادی اسّی لاکھ ہے۔ شمالی حصہ ملک میں مسلمانوں کی آبادی ۸۰ فیصد ہے اور بحیثیت مجموعی مسلمان کل آبادی کا ۵۰ فیصد ہیں۔ ۵ فیصدی عیسائی آبادی ہے۔ باقی بت پرست ہے۔

اسلام کی آمد: موزنبیق میں اسلام آٹھویں صدی عیسوی میں عرب تاجروں کے ذریعے پہنچا۔ اسلام کی سادہ تعلیمات نے عوام کے دلوں میں گھر کر لیا اور دیکھتے ہی دیکھتے مشرقی افریقہ کے ساحل پر ہلالی پرچم لہرانے لگا۔ عرب تاجروں کا بلند کردار اور پاکیزہ سیرت نے عوام کے دلوں میں ایک ایسا انقلاب برپا کر دیا تھا کہ بت پرست اپنے قبائلی عقائد اور بری رسموں کو چھوڑ کر اسلام کی سادہ تعلیمات کو اپنا رہے تھے۔

پرتگیزوں کی آمد: موزنبیق میں اسلامی تمدّن پھل پھول رہا تھا کہ یورپ میں صنعتی انقلاب آگیا اور صنعتی انقلاب کے جلو میں استعمار پرستی رنگ دکھانے لگی۔ یورپ کی استعماری طاقتوں، اسپین، پرتگال، ہالینڈ اور فرانس وغیرہ نے تاریک برّاعظم (افریقہ) پر ہلّہ بول دیا۔ اور ہر ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ سولہویں صدی کے آغاز میں پرتگیزوں نے ساحل موزنبیق پر قدم رکھے۔ ۱۵۰۰ء میں "صوفالہ" پر قابض ہو گئے۔ اور مقامی آبادی کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑ لیا۔ پرتگیز قتل و غارت بری شفقت اور عیسائیت کی تبلیغ میں دوسری استعماری طاقتوں سے چند قدم آگے تھے، مقامی آبادی پر مظالم کی انتہا کر دی گئی۔ مگر مسلمانوں کا تابناک ماضی اس امر کا مستحق ہے کہ اسے سلام کیا جائے مسلمانوں

نے روزِ اوّل سے لیکر عہدِ حاضر تک مزاحمت کی اور تاحال یہ سلسلہ جاری ہے۔

شمالی موزنبیق کے مسلمانوں کی جہدِ مسلسل کا اندازہ اس امر سے کیا جاسکتا ہے کہ پرتگیز اپنی تمام قوت کے باوجود بیسویں صدی کے آغاز تک چند ساحلی مقامات سے آگے نہ بڑھ سکے۔ بیسویں صدی کی پہلی چوتھائی میں جدید ترین اسلحہ سے لیس پرتگیز سپاہی مسلمانوں کی مزاحمت کچلنے میں کامیاب ہوسکے

مسلمانوں کے خلاف سازشیں

موزنبیق پر مکمل قبضہ کے بعد حکمرانوں نے عیسائیت کی تبلیغ شروع کردی نیز اسلام کی بیخ کنی کا پروگرام بنالیا۔ اسلام ہی وہ طاقت ہے جو استعمار کے لئے سب سے بڑا خطرہ ہوسکتی ہے۔ اسلام کو ایک متحرک قوت کی صورت میں بے اثر کرنے کے لئے چار نکاتی پروگرام طے پایا۔

١۔ شمالی موزنبیق میں ابھرنے والی مسلمان قیادت کو قوّت سے کچل دیا جائے۔

٢۔ اسلامی تعلیم اور خصوصاً عربی زبان کی تعلیم و ترویج پر پابندی لگادی جائے۔

٣۔ تعلیم پر پرتگیز کیتھولک مشنریوں کا مکمل قبضہ ہو۔

٤۔ مسلمانانِ موزنبیق کو باقی دنیائے اسلام سے کاٹ دیا جائے اور ان کے مسائل کو ابھرنے ہی نہ دیا جائے۔ بتذکرۃ الصدر چار نکاتی پروگرام پر حکمران سختی سے عمل پیرا ہیں۔ مسلمان قیادت کو فوج اور پولیس کی طاقت سے کچل دیا جاتا ہے۔ جوں ہی کوئی مسلمان راہنما عوام کی توجہ حکمرانوں کے تباہ طرزِ عمل کیطرف مبذول کراتا ہے، اُسے چپکے سے ٹھکانے لگا دیا جاتا ہے۔ ماضی میں بعض نمایاں افراد کو ساؤ تھومے (SAO THOME) کے بیگار کیمپوں میں بھیج دیا جہاں "کوکا" کے درخت لگاتے لگاتے راہیٔ ملک ہوگئے۔ بعض پولیس کی گولی کا نشانہ بن گئے یا پھانسی کے تختہ پر لٹکا دیئے گئے۔ ظلم کی انتہا یہ ہے کہ بعض راہنماؤں کو ہوائی جہاز کے ذریعے ان کے دیہاتوں پر گرایا گیا۔ تاکہ آزادی پسندوں کو کان ہو جائیں مگر آزادی کی تڑپ میں کوئی کمی آنے کی بجائے شدّت ہی پیدا ہوئی۔ سچ ہے۔ ع

یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے

مسلمانوں کو ذہنی طور پر افلاس زدہ کرنے کی خاطر شمالی موزنبیق میں مسلمانوں کے مدارس بند کر دئے گئے، عربی زبان پر مکمل پابندی لگادی گئی، اور اس طرح قرآن کریم کی تعلیم کو ناممکن بنادیا گیا۔ ظاہر ہے نئی نسل پروان چڑھ رہی ہے۔ وہ اپنے مرکز و محور یعنی قرآن ہی سے دور ہوگی۔ اور اس میں پرتگیز حکمرانوں کو اپنا مستقبل روشن دکھائی دیتا ہے۔ اور عیسائیت کی تبلیغ کارگر محسوس ہوتی ہے۔ ۱۹۴۰ء میں ویٹیکن اور پرتگیز حکمرانوں کے درمیان ایک معاہدہ طے پایا جسکی رُو سے افریقیوں کی تعلیم کی اجارہ داری

پرتگیز کیتھولک چرچ کو مل گئی۔ اب مسلمان اپنے طور پر تعلیمی ادارے قائم نہیں کر سکتے اور اپنے بچوں کو اسلامی تہذیب و تمدّن اور نظریۂ حیات کے مطابق تعلیم دینے سے قاصر ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج ۵۰ فیصد مسلمانوں کی نسبت صرف ۵ فیصد عیسائی اقلیت میں تعلیم یافتہ افراد زیادہ ہیں۔

MANO کا قیام | مسلمان فوجی شکست کے باوجود معاشی استحصال، مذہبی قیود و بند اور سماجی تشدّد سے نجات حاصل کرنے کیلئے کوشاں ہیں۔ ۱۹۶۰ء میں مسلمانوں اور شمالی موزنبیق کے قوم پرست گروہوں نے مل کر "موزنبیق افریقن نیشنل یونین" (MANO) کی تشکیل کی اس تنظیم نے کبریتی دیوانی (KIBRITI DIWANI) کے زیر سرکردگی جبری بیگار اور ناقابلِ برداشت ٹیکسوں کے بوجھ کے خلاف مظاہروں اور ہڑتالوں کا پروگرام بنایا۔ موزنبیق میں سالانہ تقریباً چار لاکھ افراد کو جبری مشقّت جھیلنا پڑتی ہیں۔ جنوبی موزنبیق میں کام کے اہل صرف ۵ فیصد آبادی دیہات میں رہ جاتی ہے۔ باقی آبادی قصبوں اور شہروں میں ملازمت اختیار کر لیتی ہے یا مقامی و غیر ملکی ایجنٹوں کے ہتھے چڑھ جاتی ہے۔ ۱۹۶۰ء کے آغاز میں موزنبیق کی تین لاکھ آبادی جمہوریہ جنوبی افریقہ اور روڈیشیا میں کام کرتی تھی۔

MANO کی تحریک کو پرتگیز حکومت نے تشدّد، خوف، وہراس اور جبر و تشدّد سے روکا۔ صرف "میوڈا" میں پانچ سو مردوں، عورتوں اور بچوں کو قتل کیا گیا۔ زخمیوں کی تعداد کا اندازہ ناممکن ہے۔ MANO کے کئی نمایاں لیڈروں کو پرتگیز گورنر نے بحث و تمحیص کے لئے بلایا اور انہیں دھوکے سے گرفتار کر لیا۔ ان گرفتار ہونے والوں میں تنظیم کے صدر کبریتی دیوانی بھی شامل تھے جو تا حال زنداں میں پڑے ہوئے ہیں۔ پرتگیزوں کے جبر و تشدّد اور ظلم و ستم سے مجبور ہو کر تین ہزار سے زائد افراد ملاوی تنزانیہ اور کینیا میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے۔ اور ان ملکوں میں مہاجروں کی زندگی گزار رہے ہیں۔

مسلّح انقلاب | ۱۹۶۰ء میں انجمن کو سخت مراحل سے گزرنا پڑا۔ حکمرانوں کے تشدّد نے مقامی آبادی کو مجبور کر دیا کہ وہ غصب شدہ حقوق کی بحالی اور آزادی کے حصول کے لئے مسلّح انقلاب کی راہ اختیار کرے۔ چنانچہ عبدالرحمٰن الیسانی کی قیادت میں ۲۸ راگست ۱۹۶۴ء کو مسلّح انقلاب کا آغاز کر دیا گیا۔

مسلمانوں کے خلاف ایک اور سازش | پرتگیزوں نے مسلّح جدوجہد کے بعد سمجھ لیا کہ انہیں جلد یا بدیر موزنبیق سے بوریا بستر سمیٹنا پڑے گا۔ وہ اس کوشش میں رہے کہ ایک ایسے گروہ کو آزادی کا طلبگار بنا دیا جائے جو ان کے چلے جانے کے بعد عیسائیت کا تحفظ کر سکے۔ چنانچہ وہ ایسا گروہ سامنے لانے میں کامیاب ہو گئے۔ یہ لوگ "جذب شدہ افریقی" کہلاتے ہیں۔ انہوں نے

عیسائی مشنریوں سے تعلیم پائی ہے۔ اور اعلیٰ تعلیم یورپی ملکوں میں حاصل کی ہے۔ موزنبیق میں یہ غیر مسلم عنصر مسلمانوں کے لئے سب سے زیادہ خطرناک ہے۔ اس عیسائی اقلیت نے "موزنبیق محاذ آزادی" (FRELIMO) قائم کر رکھا ہے۔ جیسے امریکہ اور اسرائیل کے زیر اثر افریقی ملکوں کی بھرپور تائید حاصل ہے۔ محاذ آزادی کے پہلے صدر مانڈلین (EDUARDE MONDLANCE) نے ایک امریکی نژاد خاتون سے شادی کر رکھی تھی۔

محاذ آزادی کا مرکزی دفتر "دارالسلام" میں ہے اور اسے تنزانیہ کے مطابق سربراہ نائرے کی پوری تائید حاصل تھی۔ محاذ آزادی عوام میں قطعاً مقبول نہیں۔ موزنبیق کے عوام حقیقی آزادی چاہتے ہیں۔ وہ آقا بدلنے کے حق میں نہیں ہیں۔

محاذ آزادی نے ۱۹۶۷ء میں مسلح جدوجہد شروع کی۔ اس پر پہلی ضرب ۱۹۶۹ء میں اس وقت پڑی جب اس کا راہنما ایڈورڈ مونڈلین دارالسلام میں بم پھٹنے سے ہلاک ہوگیا۔ محاذ آزادی نے خاصے بڑے رقبے پر قبضہ جما رکھا ہے۔ اور اس نے شمالی صوبے میں قدم جمائے ہیں۔ حالات سے یہ اندازہ ہوتا ہے۔ کہ جس طرح کئی دوسرے افریقی ملکوں جیسے ایتھوپیا، سینیگال، سیرے الیون، ایوری کوسٹ چاڈ اور تنزانیہ میں مسلمان اکثریت کے باوجود مختصر سی عیسائی اقلیت حکمران ہے۔ اسی طرح موزنبیق میں عیسائی اقلیت اپنے وسائل کے بل بوتے پر مسلمانوں کو زک پہنچا رہی ہے۔

عالم اسلام سے توقعات | پرتگال کے لئے موزنبیق پر زیادہ عرصہ تسلّط قائم رکھنا ناممکن ہے۔ نو آبادیوں کی تحریک آزادی کی وجہ سے پرتگال کی معیشت تباہ ہو چکی ہے۔ ۱۹۶۷ء میں کل بجٹ کا ۴۲ فیصد رقم افریقی ممالک میں فوج پر خرچ ہوئی۔ ۱۹۶۰ء کی نسبت فوجی اخراجات دو گنے ہوگئے ہیں۔ اگرچہ پرتگال کو اسلحہ کی کمی نہیں تاہم پرتگال کے قدم اکھڑے ہوئے ہیں۔

مسلمانانِ موزنبیق عالمِ اسلام سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ مسلمان نوجوانوں کو اپنے ملکوں میں اعلیٰ تعلیم کی سہولتیں مہیا کریں تاکہ جذب شدہ افریقیوں کے مقابلے میں تعلیم یافتہ قیادت مہیا کی جا سکے اور آزاد ہونے والے موزنبیق کو اسلامی روایات اور رجحانات کے مطابق ڈھالا جا سکے۔ ■■

الحق —— میں اشتہار دے کر ثواب دارین حاصل کریں